بدھ | 2-جولائی 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 144 | بدھ 26 صفر المظفر 1418ھ 2 وفا 1376ھش 2 جولائی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر لمحہ کو غنیمت سمجھ کر موت کے واسطے تیار رہنا چاہئے

...ت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

...چ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضائع کر دیا ...ر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ چونکہ ابھی بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادھورا پاتا ...ب اس لئے اس پر حسرت اور افسوس کا استیلاء ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ...۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دلبستگی پیدا نہ کرے اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے ہر لحظہ ...یمت سمجھ کر اور یقین کر کے کہ شاید موت ابھی آجاوے مرنے کے واسطے تیار رہنا چاہئے۔ جب اس تیاری کی فکر دامن گیر رہے گی تو اس کا یہ اثر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم صف 394)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بارش کی جڑ زمین ہے۔ زمین کا پانی جو بخارات بن کر اوپر اڑ جاتا ہے وہ کرہ زمہریر میں پہنچ کر بارش بن کر واپس آتا ہے اور اس صورت میں چونکہ وہ آسمان سے آتا ہے' اس لئے آسمانی کہلاتا ہے۔ پھر بارش کی ضرورت کے لئے ایک اور وقت خاص ہے جب مزارعین کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بیائی کے بعد پڑے' تو کچھ بھی نہ رہے اور پھر بعض اوقات نشوونما کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ غرض بارش اور مینہ کی ضرورت اور اس کے مفاد اور اس کے آسمان سے آنے کا نظارہ بالکل بدیہی ہے اور ایک ادنیٰ درجہ کی عقل رکھنے والا گنوار دہقان بھی جانتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آسمانی بارش نہ ہو' تو زمینی پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں' چنانچہ امساک باراں کے دنوں میں بہت سے کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں اور اکثروں میں پانی بہت ہی کم رہ جاتا ہے' لیکن جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمینی پانیوں میں بھی ایک جوش اور تموج پیدا ہونے لگتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 146)

اللہ تعالیٰ نے اپنا عبد بننے کے لئے ہمیں پیدا کیا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں ایک بے مثل ہستی ہے اور اس کی صفات میں بھی اس کا کوئی مثیل نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا انسان سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کی ساری صفات کی حقیقت یہ ہے کہ (-) ہر چیز جو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے نکلی وہ باطل نہیں ہے۔ کسی مقصد کے بغیر نہیں۔ ایک مقصد ہے ہر پیدائش کا اور جیسا کہ دوسری (-) سے اور کلام الٰہی کے دوسرے مقامات سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ انسان کی پیدائش اس لئے ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا بندہ بنے اور خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کے لئے اسے جس چیز کی بھی ضرورت اپنی انفرادی زندگی سے باہر تھی وہ سب ضرورت اللہ تعالیٰ نے مادی چیزوں کی پیدائش اور غیر مادی چیزوں کی پیدائش کے ساتھ پوری کر دی (-) ہم اس اللہ پر ایمان لاتے ہیں جس نے ہمیں اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا۔ اس لئے پیدا کیا کہ ہماری زندگی میں اس کے رنگ کی۔ اس کے نور کی جھلک ہو اور ہماری صفات پر بھی اس کی صفات کا رنگ چڑھے اور اس عظیم مجاہدہ کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت تھی انسان کو وہ اس نے پیدا کر دی اور اس نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس سے فائدہ اٹھا کر ہم اپنی زندگی کے اس مقصد کے حصول میں کام نہ لیں۔

تو ایمان باللہ جو ہے یہ انسان اور خدا کے تعلق میں ایک بنیادی حقیقت ہے۔ خدا تعالیٰ کی معرفت کا حاصل کرنا اور یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عبد بنانے کے لئے ہمیں پیدا کیا اور یہ نہیں کہ اس نے ہمیں یہ تو کہہ دیا کہ میرے عبد بنو میری صفات کا رنگ اپنی خصلتوں پر' اپنے اخلاق پر چڑھاؤ لیکن ایسا کرنے کے سامان پیدا نہیں کئے۔ یہ نہیں بلکہ جب اس نے یہ کہا کہ اے انسان! میرا بندہ بن تو ساتھ ہی اس نے اپنا بندہ بننے کے سارے ہی سامان جو ہیں وہ اس کے لئے پیدا کر دیئے۔ یہ اصولی طور پر ہر چیز نوع انسانی کی خدمت پر لگی ہوئی ہے اور انفرادی طور پر فرد فرد میں جو فرق ہے ہر فرد نے اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے زبان حال سے جس چیز کا بھی مطالبہ کیا کہ اے خدا! تیری طرف بڑھنے کے لئے مجھے یہ چاہئے اس نے اس کائنات میں اس چیز کو

باقی صفحہ 7 پر

بحالی صحت

○ میری صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بحال ہو رہی ہے۔ اور میں باقاعدگی کے ساتھ دفتر الفضل میں کام پر حاضر ہوتا ہوں۔

نسیم سیفی

سانحہ ارتحال

○ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر ضلع گجرات مورخہ 21-جون 1997ء کو وفات پا گئے۔ موصوف مکرم چوہدری احمد دین صاحب ایڈووکیٹ (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے فرزند تھے اور ان کو 1959ء سے 1972ء تک بطور امیر ضلع خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک صفدر علی صاحب (وفات یافتہ) سیکرٹری پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی مورخہ 97-6-27 کو راولپنڈی میں وفات پا گئیں۔ ان کا جسد خاکی ان کے بیٹے مکرم ناصر جاوید صاب ربوہ لائے۔ مورخہ 97-6-28 کو بعد ظہر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم زاہد احمد مبشر صاحب ٹاؤن شپ لاہور ابن مکرم مبشر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 18- جون 1997ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "لمعۃ النور" تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب وقار پشاور کی نواسی ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک' خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ | قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

2- وفا 1376 ھش   2- جولائی 1997ء

نیکی وہی ہے جو خالصتاً للہ کی جائے

ہم اکثر ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں۔ اور خود بھی کوشش کرتے ہیں کہ ہم سے نیکیاں سرزد ہوں۔ حقیقت میں انسانی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ نیکی کی طرف توجہ کی جائے۔ نیکی کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ برائی نہ کی جائے بلکہ مثبت رنگ میں اس کی اچھائی کے لئے کوشش کی جائے۔ اگر ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنے کا تہیہ کر لیں اور ہم سے نیکیاں سرزد بھی ہوں تو یقیناً ہم سب کی زندگی بہتر طریق پر بسر ہو سکتی ہے۔ دنیا میں جتنی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ یا جتنے فسادات کھڑے ہو جاتے ہیں ان سب کی بنیاد یہی ہوتی ہے ہم نیکی کی بجائے دوسروں سے برائی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نیکی بجائے خود اپنا ایک اجر رکھتی ہے۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اس کے دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بشاشت اسے مزید نیکیوں پر مائل کر دیتی ہے۔ گویا نیکی ایک ایسی بات ہے جو مزید نیکیوں کو جنم دیتی ہے اور اس طرح نیکی پھیلنے لگتی ہے۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے متعلق بھی یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے نیکیاں کرنی ہیں اور دوسروں کو بھی اسی بات کی تلقین کرتے رہیں۔ اور جہاں تک تلقین کرنے کا تعلق ہے وہ تو اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے کہ ہم خود بھی نیکیاں کریں۔ ہم ایسے واعظ بن جائیں جو صاحب کردار ہوں۔ جو کچھ ہم کہیں یعنی جس نیکی کی ہم تلقین کریں وہ ہماری زندگی میں دوسروں کو نظر آئے۔ محض بات کا کہہ دینا یا تلقین کر دینا کام نہیں آ سکتا۔ اگر فوری طور پر کام آ بھی جائے تو کچھ دیر کے بعد دل کو اس سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ نیکی کی تلقین کرنے والا خود نیکی پر عامل نہیں ہے تو یقیناً ہمارے دل میں بھی نیکی کرنے کا جذبہ کمزور پڑنے لگتا ہے۔ پس خود نیک بنیں اور نیکیوں کی تلقین کریں اور اس طرح دنیا میں نیکی کو پھیلائیں اور برائی کا خاتمہ کریں۔ ایسا کرنے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بات اپنی ذات سے شروع کرنی چاہئے بجائے اس کے کہ دوسروں کی طرف دیکھا جائے اور ان کی خرابیوں کو اجاگر کیا جائے سب سے پہلے اپنی طرف دیکھا جائے اور اپنے دل میں نیکی کے جذبے کو مستحکم کیا جائے۔ لیکن یہاں ایک بات کہنے والی ہے اور وہ یہ ہے کہ نیکی بے شک نیکی کا اجر ہے اور اس سے دل میں بشاشت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور لوگوں کے حالات بھی سنورتے ہیں لیکن نیکی کا ایک اور طریق بھی ہے جو اس سے بھی زیادہ مفید ہے اور وہ یہ ہے کہ نیکی خدا تعالیٰ کے لئے کی جائے۔ جو لوگ اپنے دل کی بشاشت کے لئے نیکی کرتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ نیکی کا اجر بھی نیکی ہے۔ اور یہاں بات ختم ہو جاتی ہے وہ پوری منزل تک نہیں پہنچتے۔ درمیان میں رہ جاتے ہیں۔ پوری منزل تک پہنچنے کے لئے نیکی خدا تعالیٰ کے لئے کی جانی چاہئے۔ ہمارا دل کسی نیکی سے خوش ہو یا نہ ہو۔ ہم کوئی نیکی کرنی چاہیں یا نہ کرنی چاہیں لیکن اگر ہمیں یہ محسوس ہو کہ یہ نیکی کر کے ہم خدا تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہیں تو ہمیں وہ نیکی ضرور کرنی چاہئے۔ بعض اوقات آپس میں رنجش ہوتی ہے اور اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ اس رنجش کے دوران اگر نیکی کا کام کیا جائے تو رنجش بھی دور ہو جائے گی اور دونوں افراد ایک دوسرے کے قریب آ جائیں گے۔ لیکن ہم ایسا کرتے نہیں اس لئے کہ ہم نیکیوں کو اپنی ذات سے منسوب کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف وہ نیکیاں کرنی چاہتے ہیں جو ہمارے دل کو لگتی ہیں۔ جن کے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہمیں بشاشت ملے گی۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ نیکی کے پھیلاؤ کے لئے اور نیکی کے بہتر نتائج کے لئے ہم نیکی خدا تعالیٰ کے لئے کریں۔ جہاں خدا کہتا ہے نیکی کرو۔ وہاں ضرور کریں چاہے ہمارے اپنے حالات اجازت دیتے ہوں یا نہ دیتے ہوں۔ چاہے ہمیں اس نیکی سے بشاشت ملنے کا خیال ہو یا نہ ہو۔ چاہے اس نیکی سے ہمیں کسی اجر یا نفع یا خدمت کی توقع ہو یا نہ ہو۔ جو نیکی خدا تعالیٰ کے لئے کی جائے گی اس میں سے ہم اپنی ذات کو خارج کر دیں گے۔ ہم یہ کبھی نہیں سوچیں گے کہ اس نیکی سے ہمیں یہ فائدہ ہوتا ہے۔ اس نیکی سے ہمیں یہ اجر ملتا ہے۔ نیکی کو اپنے دل کا طبعی اور فطری جوش بنانے سے صحیح طور پر نیکی کی جا سکتی ہے۔ اور ایسا ہم صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے کر سکتے ہیں۔ جب تک ہماری اپنی ذات درمیان میں رہتی ہے اس وقت تک ایسی نیکیاں بھی ہم سے دور رہتی ہیں جو ہمیں کرنی چاہئیں۔ لیکن جب ہم اپنی ذات کو بیچ میں سے نکال دیں اور خدا تعالیٰ کے لئے نیکی کریں تو پھر ہمیں کسی اجر یا نفع کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارے دل میں ہر شخص کے ساتھ نیکی کرنے کا ایک فطری جوش ہونا چاہئے۔ کون ہے جس کے ساتھ ہم نیکی کریں۔ اور کیا ہے وہ نیکی جو ہم کرنی چاہتے ہیں۔ یہ خیالات ہمارے دل میں پیدا نہیں ہونے چاہئیں۔

پس اگر ہم ایسا کریں تو یہ نیکی خالصتاً خدا کے لئے ہو گی اور ہمیں ہمیشہ اسی بات کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ ہم نیکی کریں تو خدا کے لئے کریں۔ جس کسی سے بھی ہمدردی کریں خدا کے لئے کریں۔ یہ نہیں کہ وہ ہمارا اپنا ہے' ہمارا ہم مذہب ہے' ہمارا ہم مسلک ہے' ہماری قوم کا آدمی ہے' بلکہ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی ہمارا فرض ہے۔ ہم کسی طرح بھی اس سے رکیں نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے فرمایا ہے کہ کسی سے نیکی اور ہمدردی کرنے کے لئے ہمیں کسی مذہب اور مسلک اور نسل اور رنگ کی تمیز نہیں کرنی چاہئے۔ ہر چیز کو اور ہر شخص کو خدا تعالیٰ کی مخلوق سمجھتے ہوئے ہمارے دل میں نیکی کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے۔ یہی دراصل نیکی ہے۔ ایسی نیکی جس سے انسان کو خود بھی فائدہ پہنچتا ہے اور جس سے خدا بھی راضی ہوتا ہے۔

پس آیئے ہم ہر نیکی اپنے دل کی بشاشت کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے۔

جکڑے ہوئے پابندِ روایات ہیں کچھ لوگ
دریوزہ گرِ ارضِ خرابات ہیں کچھ لوگ
جو اپنی سمجھ بُوجھ سے لیتے ہی نہیں کام
اوروں کی عنایات' مراعات ہیں کچھ لوگ
اچھی نہیں لگتی انہیں اچھی سی کوئی بات
اچھوں کے لئے اہلِ فکاہات ہیں کچھ لوگ

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسعود احمد دہلوی۔ سابق ایڈیٹر الفضل (ماہنامہ خالد "سیدنا ناصر نمبر")

علم وفضل اور محبت وشفقت کا بحرِ بیکراں

سیرت حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

مُزکی و مطّہر، ذہین و فہیم، دل کے حلیم، سراپا حسن و احسان، محبت و شفقت کے بحر بیکراں، میرے مربی و محسن آقا کی ہر ادا ہی حسین و جمیل اور غایت درجہ دل موہ لینے والی تھی۔ کس کس خوبی اور ادا کا ذکر کروں اور کیونکر کروں۔ سب کا ذکر کرنے سے رہا۔ اس لئے کہ ایک میں ہی تو اس حسن دل افروز کا والہ و شیدا نہیں، شرق و غرب میں بسنے والے ان گنت اس کے دلدادہ و گرویدہ۔ مجھ میں کہاں یارا کہ تمام اداؤں کا احاطہ کرسکوں۔ فیض یافتہ دلدادگان کی گوناگوں حسین یادوں کے یکجا ہونے سے جو خوشنما رنگا رنگ گل دستہ بنے گا اس کے لئے اپنی حسین یادوں کے چند پھول میں بھی پیش کرنے کے قابل ہوسکوں تو زہے نصیب۔

میں اسے اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ حضرت امام جماعت الثالث کے مسند امامت پر متمکن ہونے سے بھی قریباً آٹھ سال قبل مجھے اپنی تمام تر نااہلی اور علمی بے مائیگی کے باوجود آپ کے زیر تربیت آنے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی۔ اس طرح مجھے قریباً ربع صدی تک آپ کو قریب سے دیکھنے، آپ کے ارشادات و ہدایات سے بالمشافہ مستفید ہونے، آپ کی محبت و شفقت اور عنایات بے پایاں کا مورد بننے اور آپ کے فیوض و برکات سے براہ راست فیض یاب ہونے کے مواقع بے حساب ملتے چلے گئے اور میں نگاہ بے محابا اور نوازش ہائے پیہم سے مالا مال ہوتا اور دل ہی دل میں اس بات پر ایک گونہ فخر محسوس کرتا رہا کہ

ہم ان کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہوں نے حضرت صاحب سے بے پناہ علمی فیض بھی پایا اور جو آپ کے بے انداز شفقتوں اور عنایتوں کے بھی مورد بنے۔ براہ راست علمی فیض حاصل کرنے کے بے انداز مواقع مجھے اس وقت ملنا شروع ہوئے جب 1960ء کے اواخر میں حضرت صاحب نے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی حیثیت سے ماہنامہ "انصار اللہ" جاری فرمایا اور ازراہ ذرہ نوازی مجھے اس کا پہلا ایڈیٹر مقرر کیا۔ حضرت صاحب نے جس دلی شغف، محنت اور جاں سوزی سے اس علمی اور تربیتی پودے کی آبیاری کی اور اسے ایک معیاری مجلہ کی حیثیت سے پروان چڑھانے میں جو مشقت اٹھائی اور مجھے ادارتی فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں جن بیش بہا ہدایات اور نصائح سے سرفراز فرمایا اور قدم قدم پر میری رہنمائی کی وہ ایک الگ داستان ہے۔ بہت ہی ایمان افروز اور روح پرور۔ اس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔ البتہ میں علمی رہنمائی کی ایک مثال بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ مثال ان احباب کے لئے جو اس سے استفادہ کرنا چاہیں نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو گی۔

علمی رہنمائی کی ایک نادر مثال

ماہنامہ "انصار اللہ" کے علمی مضامین لکھنے کے سلسلہ میں حضرت امام الثالث نے مختلف اوقات میں مجھے جن بیش بہا ہدایات سے نوازا ان میں سے ایک ہدایت یہ تھی کہ میں حضرت بانی سلسلہ کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کروں۔ اس تعلق میں آپ نے فرمایا:۔

"اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت (بانی سلسلہ) کی تمام کتب اور ملفوظات و ارشادات (کلام الٰہی کی تشریح) ہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ) جو بات (کلام الٰہی) کا حوالہ دیئے بغیر بظاہر اپنی طرف سے بیان فرماتے ہیں وہ بھی (کلام الٰہی کی تشریح) ہوتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ وہی کچھ کہتے ہیں جو (کلام الٰہی) نے بیان کیا ہے۔"

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا:۔

"کثرت مطالعہ سے مجھے اتنی مشق ہو چکی ہے کہ جب بھی میں حضرت بانی سلسلہ کی کوئی ایسی تحریر پڑھتا ہوں تو از خود (کلام الٰہی کے وہ حصے) میرے ذہن میں آنا شروع ہو جاتے ہیں جن کی وہ تحریر یا عبارت (تشریح) ہوتی ہے۔"

یہ ایک ایسا بیش بہا علمی نکتہ تھا کہ اس کی بدولت میرے لئے علم و معرفت کا ایک نیا جہان کھل گیا۔

تبحر علمی کی گہرائی و گیرائی

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام الثالث کو ظاہری اور باطنی علوم سے اس درجہ بہرہ ور فرمایا تھا کہ کوئی علم خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی آپ کی دسترس سے باہر نہ تھا۔ دینی علوم میں کامل دسترس تو مسلّم تھی ہی دنیوی علوم میں بھی (خواہ ان کا تعلق سائنسی علوم سے ہو یا ریاضی، تاریخ، معاشیات، فلسفہ، طب، انجینئرنگ وغیرہ دیگر علوم سے) آپ کی وسعت معلومات اور نہایت عمیق ریسرچ پر عبور کا اندازہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دوروں میں ماہرین علوم کے ساتھ آپ کے تبادلہ خیالات سے ہوا۔ آپ جب بھی کسی علم کے ماہر سے گفتگو فرماتے میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ علم کا وہ ماہر آپ کے وسیع و عمیق مطالعہ اور جدید ترین ریسرچ پر عبور سے مرعوب ہی نہیں بلکہ مبہوت ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اور اپنے آپ کو حضرت صاحب کے سامنے طفل مکتب تصور کرتا۔ اس بارہ میں اگر میں اپنے چشم دید واقعات بیان کروں تو یہ امر طوالت کا موجب ہو گا۔ ان سے صرف نظر کرتے ہوئے علوم پر اس درجہ عبور کی وجوہات پر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔

مطالعہ کی وسعت اور حیران کن حافظہ

علوم پر عبور کی جو وجہ میرے مشاہدہ میں آئی وہ یہ تھی کہ ایک تو آپ بے انتہا مصروفیت کے باوجود مطالعہ کتب کے لئے روزانہ وقت ضرور نکالتے تھے۔ دوسرے جب بھی آپ کسی تحریر پر نگاہ ڈالتے تھے، نگاہ ڈالتے ہی اس کا پورا مفہوم تمام جزئیات کے ساتھ یکدم آپ کے ذہن میں منتقل ہو جاتا تھا۔ اس پر لطف یہ کہ کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہ ہوتا تھا جو نگاہ میں آنے سے بچ رہے۔ انتہائی مصروفیت حتیٰ کہ ملاقات کے لئے آنے والے احباب کے ساتھ گفتگو کے دوران میں نے جب بھی کوئی مسودہ ملاحظہ کے لئے پیش کیا میں نے یہ دیکھا کہ آپ اس میں سے سرسری نگاہ سے گزرتے ہوئے بھی اس پر چشم زدن میں حاوی ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک طویل مسودہ ملاحظہ فرمانے کے بعد آخر میں حضرت صاحب نے ایک لفظ بدل دیا۔ اس مسودہ میں وہ لفظ ایک جگہ پہلے بھی آچکا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ لفظ پہلے بھی استعمال ہوا ہے اسے بھی بدل دینا چاہئے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے وہاں اس کا استعمال اس لئے برمحل ہے کہ اگلا فقرہ اس کے ایک مخصوص مفہوم کو متعین کر رہا ہے۔ جہاں میں نے یہ لفظ بدلا ہے وہاں اس کے دوسرے معنے بھی لئے جاسکتے ہیں جو ہمارے منشاء کے برخلاف ہیں۔ اس وقت حضرت امام جماعت الثالث بہت سے مہمانوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ان کے ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے اور ساتھ کے ساتھ سرسری نظر سے مسودہ بھی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ گفتگو کی وجہ سے توجہ بار بار بٹ جاتی تھی اس کے باوجود مسودہ کا ایک ایک لفظ آپ کی نگاہ میں تھا اور ذہن میں محفوظ ہو رہا تھا۔ میں اس وقت حضرت امام جماعت الثالث کی حیرت انگیز توجہ اور حاضر دماغی پر مبہوت ہوئے بغیر نہ رہا۔ یہ بات ہے یکم دسمبر 1963ء کی۔ آپ اس وقت اپنی صاحبزادی سیدہ امتہ الحلیم بیگم صاحبہ کی تقریب شادی میں مہمانوں کے درمیان ایک صوفہ پر تشریف فرما تھے۔ اس مسودہ کا اشاعت سے قبل آپ کی نظر سے گزرنا ضروری تھا۔ اس لئے تقریب شادی کی انتہائی مصروفیت کے دوران ہی آپ نے اسے ملاحظہ فرمایا۔ پھر جو کتاب یا تحریر آپ کے مطالعہ میں آتی تھی وہ ہمیشہ کے لئے آپ کے ذہن میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ حافظہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غضب کا عطا فرمایا تھا اسی لئے یادداشت بھی اس غضب کی تھی کہ بسا اوقات لوگ ورطہ حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ جس شخص کو ایک دفعہ دیکھ لیتے تھے اس کی شکل کبھی نہ بھولتے تھے۔ وہ خواہ کتنے ہی سال بعد دوبارہ ملتا آپ اسے فوراً ہی پہچان لیتے۔ اور برسوں پہلے کی ملاقات میں اس سے جو باتیں ہوئی ہوتیں وہ سب یاد آجاتیں۔ یہ بات دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احباب جماعت کے متعلق ہی خاص نہ تھی بلکہ غیر ملکی اجنبیوں میں سے اگر کسی سے ایک دفعہ ملتے اور برسوں بعد اس سے سامنا ہوتا تو شناخت کرلیتے۔

اسی نوعیت کا ایک غیر معمولی واقعہ جو میرا چشم دید ہے بیان کرتا ہوں۔ 1980ء میں جب حضرت امام جماعت الثالث امریکہ تشریف لے گئے تو واشنگٹن کی ایک استقبالیہ تقریب میں سربرآوردہ شخصیات کے ساتھ تعارف اور ملاقات کے دوران ایک معمر امریکن آگے بڑھا۔ اس نے اپنا نام بتایا اور عرض کیا کہ 1976ء میں جب آپ پہلی مرتبہ امریکہ تشریف لائے تھے تو اس وقت بھی استقبالیہ تقریب میں مجھے آپ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ وہ بالکل ایک اجنبی شخص تھا۔ حضرت صاحب نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا ہاں مجھے یاد آیا 1976ء میں جب استقبالیہ تقریب میں آپ مجھے ملے تھے تو آپ کا بیٹا بھی آپ کے ساتھ تھا۔ وہ اس وقت قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ نیز اس نے بتایا تھا کہ وہ پوری دنیا کی سیاحت کی تیاری کر رہا ہے۔ اس دفعہ آپ اسے ہمراہ کیوں نہیں لائے۔ وہ اب کہاں ہے اور کیا کرتا ہے؟ وہ شخص ورطہ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہا۔ چند سیکنڈ دم بخود رہنے کے بعد بولا میں سمجھتا تھا آپ مجھے نہ پہچان سکیں گے، آپ اکثر بیرونی ممالک کے دوروں پر رہتے ہیں، ان دوروں میں لاتعداد انسان آپ سے ملتے ہیں، آپ ان میں سے ہر ایک کو بھلا کیسے یاد رکھ سکتے ہیں۔ مگر آپ نے تو کمال کر دیا کہ مجھ ایسے ایک عام آدمی کو چار سال بعد پہچان لیا۔ یہ کہہ کر وہ پیچھے مڑا اور اپنے اسی لڑکے کا بازو پکڑ کے اسے حضرت صاحب کے سامنے لاکھڑا کیا اور کہا یہ ہے وہ لڑکا۔ گریجوایشن کے بعد اب یہ اٹارنی بن چکا ہے اور آجکل پریکٹس کر رہا ہے۔ حضرت صاحب نے اس لڑکے سے پوچھا بتاؤ تمہاری دنیا بھر کی سیاحت کا کیا بنا۔ اس نے بتایا کہ 1976ء میں ہی وہ سیاحت کے لئے نکل کھڑا ہوا تھا اور سارے براعظموں کی سیر کر کے چھ ماہ بعد امریکہ واپس لوٹا تھا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا پاکستان بھی گئے تھے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا تو پھر میرے پاس ربوہ کیوں نہ آئے۔ اس نے عرض کیا میرا خیال تھا آپ مجھے پہچان نہ سکیں گے کیونکہ واشنگٹن میں میری آپ سے بہت سرسری ملاقات ہوئی تھی دو تین منٹ میں میں نے صرف اپنا تعارف ہی تو کرایا تھا آپ نے فرمایا میں نے تو چار سال بعد آپ کو پہچان لیا ہے اس وقت کیسے نہ پہچانتا۔ اب اگر کبھی پاکستان آؤ تو میرے پاس ربوہ ضرور آنا۔

مطالعہ کتب میں شغف کا یہ عالم تھا کہ علاوہ ان کتب کے جو آپ از خود مطالعہ فرما رہے ہوتے اگر آپ کو علم ہو جاتا کہ فلاں اہم کتاب کسی

ایک اچھی بات

قربانی صرف اس بات کا نام نہیں کہ کبھی کبھار کوئی بڑی بات سامنے آئے تو اس کے لئے قربانی کی جائے۔ قربانی ایک رویہ ہے جو آپ کی ہر بات میں اور آپ کے ہر کام میں شامل ہو جانا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی کا راز بھی یہی ہے۔

احمدی کے پاس ہے تو اس سے وہ کتاب مستعار لے کر اسے پڑھتے اور بہت احتیاط سے اسے واپس فرما دیتے۔ 61-1960ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور گیا تو مجھے پرانی کتابوں کی دوکانوں سے پادری عماد الدین اور پادری احمد شاہ کی 75'80 سال قبل کی طبع شدہ کتب مل گئیں۔ میں نے انہیں پڑھا تو ان میں بہت کار آمد حوالے نظر پڑے۔ میں نے اس کا ذکر حضرت امام جماعت الثالث سے کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کتب میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے وہ کتب آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے انہیں پڑھنے کے بعد واپس فرما دیا۔ اس کے بعد میں جب بھی لاہور جاتا تو واپسی پر دریافت فرماتے اس دفعہ اور کون سی کتب خرید کیں۔ میں کتابوں کے نام عرض کر دیتا۔ آپ ان میں سے جو کتاب مطالعہ کرنا چاہتے میں پیش کر دیتا۔ اس طرح پادریوں کی متعدد کتب حضرت صاحب نے مطالعہ فرمائیں ہر بار آپ کتاب پڑھنے کے بعد از خود واپس فرما دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا پادریوں کی جو کتابیں آپ مجھے مطالعہ کے لئے دیتے رہے ہیں انہیں محفوظ رکھیں ان میں بہت کار آمد حوالے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ انہیں ایک کاپی میں نوٹ کر لیں۔ یہ فرمانے کے بعد مجھے ایک بہت خوبصورت نوٹ بک عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمام حوالہ جات اس میں نوٹ کرتے جائیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو پھر آپ نے اپنی تقاریر میں ان کتب اور ان کے مندرجات کا ذکر کرنا شروع کیا اور جب بھی ذکر فرماتے تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتے یہ کتابیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

الغرض حضرت امام جماعت الثالث کو جملہ دینی و دنیوی علوم میں کامل دسترس حاصل تھی اور یہ دسترس ثمرہ تھی معجزانہ ذہانت، حافظہ و یادداشت اور شوق مطالعہ کی غیر معمولی خداداد قوتوں کا۔

محبت و شفقت کا بحر بیکراں سراپا حسن و احسان میرے مربی و محسن آقا حضرت امام جماعت الثالث قدرت ثانیہ کے مظہر ہونے کی حیثیت میں علم و فضل ہی کے نہیں بلکہ محبت و شفقت کے بھی ایک بحر بیکراں تھے۔ پوری نوع انسانی سے محبت آپ کا خاص شیوہ تھا۔ "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں" کو آپ کے نزدیک اصل الاصول کی حیثیت حاصل تھی امام جماعت کی حیثیت میں آپ کو تمام افراد جماعت سے ایسی ہی محبت تھی جیسی ایک باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ بالخصوص صدر انجمن احمدیہ اور مرکز سلسلہ کے دیگر کارکنوں کے اخلاص و وفا کی ازحد قدر کرتے ہوئے ان پر شفقت کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ آپ کو ان کے دکھ اور تکالیف دور کرنے کا ازحد خیال رہتا تھا لیکن ان پر شفقتوں کے اظہار کے سلسلہ میں آپ دو امور کو خاص طور پر مد نظر رکھتے تھے۔ ایک یہ کہ ان کے ساتھ ایسے رنگ میں حسن سلوک کیا جائے جس سے ان کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچے۔ دوسرے ان کے قربانی اور قناعت شعاری کے جذبہ میں کمی نہ آنے پائے۔ آپ کو کارکنان سلسلہ کی تکالیف کا کس قدر احساس تھا اس کا اندازہ مجھے ایک واقعہ سے ہوا۔ میں اسے کسی قدر تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکنانِ سلسلہ کے لئے دردمندی

1960ء اور اس کے بعد کے زمانہ میں میں مجلس انصار اللہ کے کاموں کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں بالعموم عصر کے بعد حاضر ہوا کرتا تھا۔ 1960ء کے موسم گرما کی بات ہے میں ایک روز کالج والی کوٹھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس روز گرمی بہت شدید تھی۔ گرمی اور لو کی شدت کی وجہ سے دوپہر تڑپتے گزری تھی۔ اجازت ملنے پر جونہی میں آپ کے کمرہ میں داخل ہوا آپ نے پہلی بات ہی یہ کی کہ آج گرمی بہت زیادہ ہے۔ ہر چند کہ میں ساری دوپہر بجلی کے پنکھے کے نیچے لیٹا رہا ہوں پھر بھی میں ایک منٹ کے لئے نہیں سو سکا۔ اپنی بے کلی اور بے آرامی دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ بجلی کے پنکھے موجود ہونے کے باوجود میری یہ حالت ہے تو نہ معلوم اس گرمی میں ہمارے کارکنوں کی دوپہر کیسے گزرتی ہوگی کیونکہ ان کے کوارٹروں میں تو بجلی کے پنکھے نہیں ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی میں اپنی تکلیف بھول گیا اور کارکنوں کی تکلیف کے احساس نے مجھے ساری دوپہر بے چین رکھا۔ جب آپ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اس وقت بھی یہی احساس مجھ پر غالب تھا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ بجلی کا پنکھا تو بہت دور کی بات ہے اس کا تو کارکنوں کو کیا خیال آئے گا گرمی کی شدت کا احساس دور کرنے کے لئے پہلی ضرورت تو پانی کی فراہمی ہے۔ کارکنان کے کوارٹروں میں ہینڈ پمپ (نلکے) ہی ندارد ہیں۔ اس گرمی میں انہیں باہر لگے ہوئے نلکوں سے پانی بھر بھر کر لانا پڑتا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا آپ کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ انجمن بھی زیر بار نہ ہو اور کوارٹروں میں نلکے بھی لگ جائیں اور وہ ہوں بھی کارکنوں کی ملکیت۔ میں نے عرض کیا کہ جس قدر صدر انجمن سال بھر کی گندم خریدنے کے لئے کارکنان کو پیشگی رقم دیتی ہے جس کی اقساط ماہ بماہ ان کے الاؤنسز میں سے وضع ہوتی ہیں اسی طرح کارکنان کو اپنے اپنے کوارٹر میں نلکہ لگوانے کے لئے بھی پیشگی رقم دے دی جائے جو بالاقساط ان کے الاؤنس میں سے وضع ہوتی رہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس طرح تو کارکنان کو گندم کے علاوہ نلکہ کی پیشگی بھی ادا کرنا پڑے گی۔ ان کا الاؤنس تو پیشگیوں کی کٹوتی کی نذر ہو جایا کرے گا۔ باقی اخراجات وہ کیسے پورے کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ گندم کی پیشگی تو دس ماہانہ اقساط میں ادا کرنی ہوتی ہے۔ نلکہ کے لئے جو پیشگی دی جائے اس کی قسط دس روپے ماہوار سے زیادہ نہ ہو نلکہ تین صد میں لگتا ہے۔ اس طرح یہ رقم دس روپے ماہوار کی قسط کے حساب سے اڑھائی سال میں انجمن کو واپس ملے گی۔

باقی صفحہ 6 پر

پروفیسر میاں محمد افضل

ممنونِ احسان

میں ممنون ہوں محترمہ بیگم فیاض اخوند صاحبہ کا جن کا مضمون پڑھ کر یہ احساس ابھرا کہ میں نے اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کرنے میں ابھی تک کوتاہی کی ہے۔ اس کی بیک گراؤنڈ وہی 1974ء کا پر آشوب دور ہے جس کا محترمہ نے ذکر کیا۔ وہی زمانہ جب کچھ لوگ بربریت کے دور کی طرف لوٹ رہے تھے۔ آگ بھڑکتی تو نعرے مزید بلند ہوتے اور اگر کوئی اس کی زد میں آجاتا تو خوشی کے طبل بج اٹھتے۔ نہ جانے انسان انسانوں کا گلا گھونٹ کے، انہیں آگ میں گھسیٹ کے خوشیاں کیوں مناتے ہیں۔ لیکن ہیں کچھ لوگ ایسے کہ چہروں پہ بظاہر خوبصورت نقاب لیکن کرتوت وحشیانہ۔ چہروں پہ لیپا پوتی، اندر کالک۔ منافرت کا بیج بونا، قوم میں دراڑیں ڈالنا، طبقات میں خلیجیں حائل کرنا ان کا مقصود و مطلوب۔ یہ ایک داستان ہے جو اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے کبھی کسی پرچم تلے اور کبھی کوئی لیبل چپکائے۔ وقت کا دھارا بہتا چلا جاتا ہے مگر تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے...... لیکن بات کچھ دور نکل گئی۔ بات ہو رہی تھی ایک ایسے دور کی جب کہ دوریوں کے سامان کئے جا رہے تھے اور کئی اس کی زد میں آئے۔ ہم بھی لہو لگا کے شہیدوں میں شامل ہونے والے تھے۔ اس زمانہ میں ایک کالج کا سربراہ تھا کہ لوگوں کی نظریں بدلنے لگیں۔ کچھ مغائرت اور پھر حیرانگی کہ ابھی تک ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ اور پھر کچھ شعلہ بار آنکھیں۔ کچھ منصوبے۔ کچھ زیر زمین کام۔ اور پھر کچھ ابھرتے ہوئے شعلے۔ اپنی تو خیر ہے لیکن بیوی بچوں کی حفاظت بھی تو فرض ٹھہری۔ اور یہ بھی کہاں کی دانشمندی ہوگی کہ نادان ایک جال بچھائیں اور ہم بھی نادانی کا ثبوت دیتے ہوئے گرفتار بلا ہو جائیں۔ اندریں حالات کچھ تو کرنا ہوگا۔ قریب ہی ایک عزیز کا مکان تھا۔ سوچا کہ بہتر ہوگا کہ کچھ روز کے لئے بیوی بچوں کو ان کے ہاں لے جایا جائے۔ سو ایک بیگ اور بیوی بچوں کو کار میں ڈالا اور اس طرف کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کے مسکراہٹوں کا تبادلہ تو ہوا مگر محسوس ہوا کہ کچھ پھیکی سی بلکہ مصنوعی سی مسکراہٹیں ہیں۔ اس لئے اسے استقبال تو کہا جا سکتا ہے، مگر پرتپاک نہیں۔ ان کی آنکھوں میں کچھ سوال، کچھ خدشات، کچھ ڈر کے سائے تیرتے ہوئے۔ لیکن چونکہ بظاہر کھلے بازو بڑھائے گئے اس لئے ہم آگے بڑھ گئے۔ ایک روز تو خاطر مدارات بھی ہوئی مگر دوسری صبح وہ اندیشہ ہائے دور و دراز کی زد میں نظر آئے۔ نظریں بدلی ہوئیں۔ چہروں پہ سوالیہ نشان۔ ایسے میں نادانی ہوتی اگر مزید قیام کیا جاتا۔ اگر دوسروں کا خدشات میں گھر جانے کا امکان ہو، تو یہ کہاں کی دانائی ہوگی کہ اپنی جان بچانے کے لئے دوسروں کو شعلوں کی طرف دھکیل دیا جائے۔ محض اپنی حفاظت کا خیال اور دوسروں کے ممکنہ خطرہ کا خیال نہ کرنا، خود غرضانہ رویہ ہوتا۔ اس لئے ہم نے اپنے عزیزوں کا شکریہ ادا کیا۔ انہیں خدا حافظ کہا اور کار کو گویا بے لگام چھوڑ دیا۔ اگلی منزل کونسی ہوگی؟ کس طرف کا رخ کرنا چاہئے۔ اگر رشتہ داروں کے لئے ہم آج بوجھ ہیں تو ہو سکتا ہے دوست اس بوجھ کو قبول کر لیں۔ دوست شاید بہتر ہوں کیونکہ چاہ یوسفؑ سے بھی یہی صدا آئی تھی کہ "دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت" بھائیوں کو آزما لیا اب دوستوں کو دیکھا جائے۔ یہ دوست کون تھے؟ آئیے تعارف ہو جائے۔

1974ء سے کوئی چار سال پہلے راولپنڈی سے ایک زخم لئے ہوئے فیصل آباد پہنچا۔ پہنچتے ہی یہ مسئلہ آن پڑا کہ اس پہ کون مرہم رکھے گا۔ کون سیئے گا سینہ کے زخم کو۔ رفوگر کی تلاش ہوئی۔ یہ وہ شاعرانہ زخم نہیں تھا ورنہ شاید کسی ستم گر سے واسطہ پڑ جاتا۔ مگر ہمارا واسطہ پڑا تو ایک قابل اور ہمدرد ڈاکٹر صاحب سے۔ ان کی توجہ سے زخم کے دو پاٹ ملتے چلے گئے اور دو انسان بھی ملتے ملتے قریب آ گئے۔ ان کے اندر جھانکا تو ہمدردی، خلوص اور محبت کا بے پناہ خزانہ مل گیا۔ ان کی بیگم صاحبہ بھی میری بیگم کے قریب آتی گئیں۔ ایک ذہین، ہنس مکھ، پابند صوم و صلوٰۃ خاتون، یہ ان کا پرتو تھا یا ان کے میاں کا ان پہ عکس کہ دونوں ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے۔ خلوص و محبت کے مرقع۔ مگر اس کے باوجود جب میں نے اس روز کار ان کے گھر کی طرف موڑی تو کسی قدر ہچکچایا۔ کہیں ایک اچھے دوست، ایک نیک انسان کو امتحان میں نہ ڈال دوں۔ کہیں ایسی مشکل نہ پیدا کر دوں جو مالایطاق ہو۔ کہیں ایک مخلص دوست کے لئے ایک مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے، کسی آزمائش میں نہ ڈال دوں۔ مگر دروازے پہ ایک ہنستے، مسکراتے چہرے نے استقبال کیا۔ میرے چہرے سے پریشانی عیاں اور ان کے کھلے بازو محبت اور گرمجوشی کے غماز، بھاوجہ صاحبہ ("بھاوجہ" بڑا ہی ثقیل لفظ ہے اس لئے میں تو انہیں بہن ہی کہتا ہوں) کا کھلا ہوا، مسکراتا چہرہ بھی خوشدلی کا مظہر۔ کچھ ایسی خوشی کا اظہار گویا کوئی بہت ہی قریبی عزیز آن پہنچے۔ ایک بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔ ہمشیرہ محترمہ نے ٹھنڈے اور گرم مشروب پلانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ بعجلت اپنا بیڈ روم خالی کر کے ہمارے سپرد کر دیا۔ ہم نے لاکھ احتجاج کیا مگر وہ بضد رہیں۔ میں نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے ان کے ہمسائے یہ معلوم کر کے کہ ایک احمدی گھرانہ آن وارد ہوا ہے، ان کے لئے کوئی پریشانی نہ پیدا کریں۔ گھر کے سامنے دوکانیں، جہاں علاقے کے بے فکرے لوگ ہاؤ ہو میں مشغول رہتے۔ ایسے لوگ بھی خطرناک ہوتے ہیں۔ کرنے کو کچھ نہ ہو تو ایسے میں کوئی تخریب کاری کا شوشہ چھوڑ دے تو انہیں ایک شغل مل جاتا ہے، جس کا وہ بھرپور انداز میں خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس امکان کا اظہار میزبان محترم

باقی صفحہ 7 پر

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

حضرت صاجزادہ مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) "حُسنِ خلق اور عفو" کے متعلق 6۔ دسمبر 1996ء کو خطبہ میں فرماتے ہیں۔

یاد رکھو عفو کے نتیجے میں گناہوں اور جرائم کی حوصلہ افزائی نہیں ہوا کرتی۔ عفو کے نتیجہ میں ایک شرم اور حیا پیدا ہو جاتی ہے اور جو بچے ہیں یا بیوی ہے وہ آخر سمجھ ہی جاتے ہیں ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ عفو ہو رہا ہے اور عفو کے نتیجے میں کبھی بھی گناہ بے دھڑک اور بے حیا نہیں ہوا کرتے۔ آنکھوں میں ایک شرم پیدا ہو جاتی ہے اور یہ دونوں طرف ہوتی ہے۔ پس یہ عفو کا مضمون ہے جس کو گھروں میں جاری کرنا لازم ہے اس کے بغیر گھروں میں پاکیزہ فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔ بعض عورتوں کو میں نے دیکھا ہے ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک عورت نے اپنے بچے سے کہا کہ ایسا دو ہتھڑ ماروں گی کہ منہ تیرا ادھر پھر جائے گا۔ اب وہ اور بھی تھے اس لئے اس کو نہیں پتہ چلا کہ وہ کیا بات کہہ گئی ہے بڑی بد تمیزی ہے' بڑی بد خُلقی ہے' معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت کی ماں ایسی تھی۔

اب یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اپنے گھروں میں تم بد رسمیں ڈال دو گے تو بد رسمیں آگے تمہاری نسلوں تک پہنچیں گی اور آئندہ نسلوں کو بھی خراب کریں گی اور بد خُلقی ایک ایسی چیز ہے جو کبھی پیچھا نہیں چھوڑا کرتی۔ جن خاندانوں میں ماں باپ کی بد خلقی اثر انداز ہو جائے نسلاً بعد نسلٍ وہ بد خلقی چلتی چلی جاتی ہے اور پھر وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ بہت سے بد تمیز مرد جو عورتوں سے بد تمیزیاں کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہماری شان ہے باپ بھی اسی طرح ہمارا کیا کرتا تھا۔ اور بعض عورتیں جب بد تمیزیاں کرتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہماری ماں بھی اسی طرح کیا کرتی تھی جن کی مائیں بد تمیز ہوں اور خاوند کے سامنے زبان کھولنے والی ہوں ان کی لڑکیاں اس پہ فخر کر کے اس طریق کو آگے بڑھاتی ہیں کہ خبردار جو ہم سے ایسی بات کی ہم ایسی کپتیاں ہیں یہ کریں گے' وہ کریں گے اور ایک ایسا جھوٹا اور بے معنی فخر ہے جس سے ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات میں ایسا زہر گھل جاتا ہے کہ ایسے ماحول میں زندگی بسر کرنا ایک جہنم کے ماحول میں زندگی بسر کرنا ہے۔

پس مرد ہو یا عورت ہو اس کو اپنی نگرانی کرنی چاہئے اور عفو میں پناہ لینی چاہئے اور جو عفو میں پناہ لے وہ بد اخلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ عفو آغاز ہے حسن خلق کا۔ دیکھی ہیں 'نظر پھیرلی' خیال کیا جیسے کچھ بھی نہیں ہوا مگر اس کے بعد پھر فرمایا (۔) کا مطلب ہے صاف کر کے گویا ہے ہی نہیں ایسا مٹا ڈالو گویا نہیں ہے۔ (۔) شہر اس طرح مٹ گئے کہ نہ ان کا عارضی ٹھکانے کا نشان رہا نہ ان کے مستقل ٹھکانے کا نشان رہا اور عرب شعراء نے عفو لفظ کو انہی معنوں میں بڑے اچھے شعروں میں استعمال کیا ہے یعنی کلیتًا مٹ جانا لیکن عفو کا وہ مضمون جو یہاں اطلاق پاتا ہے وہ اور ہے اور وہ عرب لغت کھول کر بیان کرتی ہے۔

(۔) جو مراد یہاں اطلاق پا رہی ہے وہ یہ ہے کہ تم ان کو تھوڑا سا ڈانٹو اور کچھ خفگی کا اظہار کرو تو کبھی کبھی جب یہ دیکھو کہ تمہارے عفو نے کام نہیں کیا تو (۔) صفح سے کام لو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے کچھ ناراضگی کا اظہار کرو اور (۔) کا لفظ جو ہے وہ بہت ہی ایک اعلیٰ درجے کا انتخاب ہے اس موقع کے لئے کیونکہ (۔) اس بات کو بھی کہتے ہیں کہ ایک انسان کسی سے کچھ دیر کے لئے ناراضگی کی وجہ سے مونہہ پھیر لے یعنی چھپانے کے لئے نہیں بلکہ اس اظہار کے لئے کہ تم نے ایسی حرکت کی ہے کہ اب میں ویسا پیار کا تعلق تم سے نہیں رکھ سکتا۔ یہ نظریں جو ہیں یہ نظر پھیرنا اور ہے اور عفو کی نظریں پھیرنا بالکل اور ہے۔ پس چونکہ معانی ملتے ہیں اس لئے ترجمہ کرنے والے زیادہ باریکی میں اگر نہ جائیں تو ایک ہی جیسا ترجمہ کر دیتے ہیں جو درست نہیں ہے۔

عفو میں نظر انداز کرنا' درگزر کر کے ان معنوں میں کہ گویا کوئی واقعہ نہیں ہوا' آپ دیکھ رہے ہیں اپنے حوصلے کی وجہ سے اسے برداشت کر رہے ہیں۔

28۔ مارچ 1997ء کے خطبہ میں مزید فرماتے ہیں۔

اغراض سے اخلاق پیدا نہیں ہوا کرتے۔ اغراض سے اخلاق مرجھایا کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی کی خدمت کریں اور غرض کوئی احسان جتانا ہو یا زیر نگیں کرنا ہو یا فائدہ اٹھانا ہو تو (کلام الٰہی) ایسی ساری خدمتوں کو رد کر دیتا ہے کہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں' ان کو خدمت کہنا ہی حماقت ہے۔ پس اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فکر نہ کریں کہ اس مجلس شوریٰ کے لئے آپ کو کیسے اخلاق کی ضرورت ہے۔ ان اخلاق کی طرف توجہ دیں جو روزمرہ دلوں کھینچنے والے ہوں خواہ مجلس شوریٰ کے لئے آپ کو بلایا گیا ہو یا نہ بلایا گیا ہو۔ (۔)

پس یہ وہ پیغام ہے بنیادی جسے مجالس شوریٰ میں شامل ہونے والے احمدی خوش نصیبوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ ووٹ کی خاطر کبھی اخلاق نہیں بنانے۔ اگر یہ تاثر دے کر کہ تم منتخب ہونے کے حقدار ہو اور اہلیت رکھتے ہو' لوگوں سے چاپلوسی کی باتیں کرو گے' نرمی کی گفتگو کرو گے تو تمہارا (۔) اخلاق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس نتیجے میں اگر تم مجلس شوری کے ممبر چنے جاؤ گے تو اس ممبر کی خدا کے نزدیک کوئی بھی حیثیت نہیں محض دکھاوے کے لئے اور اپنا جلوہ دکھا کر واپس چلے جاؤ گے اور نہ تمہاری ذات کو کوئی فائدہ پہنچے گا' نہ جماعت کو کوئی فائدہ پہنچے گا۔ جماعت کو ایسے صاحب اخلاق لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر حال میں بنی نوع انسان کے لئے نرم گوشے رکھتے ہوں اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی' بد کلامی ان کے قریب تک نہ آئے اور دل کی سختی سے نا آشنا ہوں۔ خوبصورت گفتگو' احسن کلام اور نرم دلی سے ہر طرف نگاہ کرنا ان کی فطرت ہو اور اگر یہ فطرت نہیں ہے تو اسے بنانے کی کوشش کرو یہ وہ دوسری ضروری بات ہے جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔

○○○

ایٹمی سائنس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیوٹرون بم

کیمیاوی جنگ کا پیش خیمہ مہلک ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے بظاہر سب سے زیادہ مضطرب ملک کی انسانیت کی تباہی کے لئے جدید ترین تخلیق نیوٹرون بم ہے جو صرف انسانوں کے لئے مہلک ثابت ہو گا اور اس سے عمارات و تنصیبات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور نہ ہی یہ بم گردونواح میں دوست فوجوں ہی کو کوئی نقصان پہنچا سکے گا۔ یہ بم جس کا نام "نیوٹرون بم رکھا گیا ہے اب اسے یورپ اور دوسرے علاقوں میں میزائلوں پر نصب کر دیا جائے گا۔ اس انسانیت سوز بم کی تیاری پر امریکی ماہرین کے پورے بیس برس صرف ہوئے ہیں۔ اس کی تکمیل کے تمام مراحل طے ہو چکے ہیں۔ اب صرف اس کے کثیر مقدار و تعداد میں تیار کر کے میزائلوں پر نصب کئے جانے کا مرحلہ باقی ہے۔

مہلک مگر غیر پیچیدہ سائنس دانوں کے مطابق نیوٹرون بم اپنی تباہ کاریوں کے اعتبار سے جس قدر مہلک اور خطرناک ہے اپنی بناوٹ اور تیاری کے لحاظ سے اتنا پیچیدہ نہیں۔ اس کا بنیادی مقصد انسانوں کو اس طرح ہلاک کرنا ہے۔ کہ ان کی عمارات اور دیگر تنصیبات کو نقصان نہ پہنچے یہ ہتھیار درحقیقت ایک صاف ستھرا ہائیڈروجن بم ہے۔ 50ء میں یہ بات سائنس دانوں کے علم میں تھی کہ جب ہائیڈروجن بم دھماکے سے پھٹتا ہے تو اس میں سے نہایت تیز رفتار نیوٹرون نکلتے ہیں۔

جنہیں موت کی شعاعوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یہ شعاعیں جس جاندار پر بھی پڑتی ہیں اسے موت کی نیند سلا دیتی ہیں۔

لیکن اگر ہائیڈروجن بم بڑی طاقت کا ہو تو اس کے نتیجے میں ہولناک دھماکہ ہوتا ہے وہ روائتی بم سے قدرے مختلف ہے۔

موت کی شعائیں درحقیقت بنیادی طور پر یہ ایک چھوٹا ہائیڈروجن بم ہی ہو گا جس کی طاقت ایک کلوٹن دھماکہ خیز بارود کے برابر ہو گی۔ جبکہ ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم پچاس کلوٹن کی طاقت کے برابر ہوتا ہے اور اس کا سائز ہیروشیما پر گرائے جانے والے ایٹم بم سے تین گنا ہوتا ہے۔ نیوٹرون بم میں ایک بات یہ ہے کہ اس میں لگنے والی آگ کی تباہ کاریوں کو محدود کر دیا گیا ہے۔ اب دھماکے اور آگ کا نقصان صرف 200 گز تک محدود ہو گا۔ اس کے بعد۔ بم سے موت کی شعائیں خارج ہوں گی جو دور دور تک ہر ذی روح کو ہلاک کر دیں گی۔

ان شعاعوں سے عمارات اور ذرائع مواصلات کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شعاعوں کے تابکاری اثرات دیرپا نہیں ہوں گے۔ بلکہ فوراً ہی ختم ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں فاتح افواج دھماکہ کے فوراً بعد دشمن کے علاقہ میں کسی خوف کے بغیر داخل ہو جائیں گی۔

نئے ہتھیار کے لئے سگنل امریکہ میں ایٹمی توانائی کی تحقیقات اور ترقی کا جو شعبہ ایٹمی ہتھیاروں کے کام پر مامور ہے اس نے آج سے بیس برس قبل اس بم کے ڈیزائن پر کام کرنا شروع کیا تھا اور ابھی یہ کام جاری تھا کہ چند برس قبل فوج کی طرف سے اس ادارے کو سگنل ملا کہ انہیں ایک ایسے ہتھیار کی ضرورت ہے جو لانس میزائل پر نصب کئے جانے والے ایٹمی ہتھیار کا متبادل ثابت ہو سکے۔ چنانچہ صدر فورڈ کے عہد میں جب جیمز شگر وزیر دفاع تھے یہ فیصلہ کیا گیا کہ نئے بم پر کام شروع کر دیا جائے۔ یہ ادارہ اس بم کی تیاری کے ساتھ ساتھ ایٹمی ہتھیار تیار کرنے میں بھی مصروف تھا۔ جسے توپ کے گولے کے طور پر داغا جا سکے وزیر دفاع کو سائنس دانوں نے بتایا تھا کہ ایٹمی جنگ نہ ہوئی تو دشمن کی افواج کو صرف اسی صورت شکست دی جا سکے گی کہ ساتھ ساتھ ان کا اپنا علاقہ بھی تباہ کاریوں کی نذر ہو جائے گا۔ سائنس دانوں کا موقف تھا کہ مخصوص مقام کے علاوہ نیوٹرون بم کے استعمال سے نہ تو اپنا علاقہ متاثر ہو گا اور نہ ہی جنگ کے دوسرے علاقے متاثر ہوں گے۔ یعنی اگر ایک کلوٹن طاقت کا بم تین سو فٹ کی بلندی پر پھٹے تو معمولی نوعیت کا دھماکہ ہو گا۔ لیکن اس میں سے جو مہلک شعاعیں نکلیں گی وہ عمارات دمدموں حتیٰ کہ بکتر بند گاڑیوں کو پار کر جائیں گی۔

اور ان کے اندر کے مکینوں کو ہلاک کر دیں گی اس بم کی تباہ کاریوں کا دائرہ ایک میل ہو گا۔ ایٹمی ہتھیاروں کے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ یہ بم میدان جنگ میں اس لئے بھی ایک اچھا ہتھیار ہو گا۔ کہ اس سے صرف انسان ہلاک ہوں گے۔ عمارات اور دوسری تنصیبات کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ بہرحال بیسویں صدی کا جدید ترین ہتھیار اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ موافق و مخالف نظریات کے درمیان اپنی تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہا ہے اس کی تکمیل دنیا کے مہلک ہتھیاروں میں نہ صرف ایک اور مہلک و بھیانک ہتھیار کا اضافہ ہے اس سے ایٹمی دوڑ بھی تیز ہو گئی ہے۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات

بارودی سرنگوں پر پابندی کا مطالبہ

دنیا کے تقریباً 100 ممالک نے بارودی سرنگوں کے استعمال اور ان کی تیاری پر بین الاقوامی پابندی کی حمایت کردی ہے۔ یہ اعلان بیلجیئم کے دارالحکومت برسلز میں اس مسئلے پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس کے اختتام پر کیا گیا جس میں دنیا کے 130 ممالک نے شرکت کی۔ مندوبین نے جس دستاویز پر دستخط کئے گئے ہیں اسے اعلان برسلز کا نام دیا گیا ہے۔ اب یہ دستاویز اس سال کے آخر میں پاپوا میں بین الاقوامی کانفرنس میں پیش کی جائے گی اور بارودی سرنگوں پر بین الاقوامی پابندی کی باضابط منظوری دی جائے گی۔ امریکہ نے برسلز کانفرنس میں مبصر کی حیثیت سے شرکت کی لیکن اس نے "اعلان برسلز" پر دستخط نہیں کئے۔ روس اور چین نے بھی پابندی کی حمایت نہیں کی۔ جبکہ فرانس برطانیہ اور اٹلی نے پابندی کے حق میں ووٹ دیئے۔

جنگوں میں نت نئے ہتھیار استعمال کئے ہی جاتے ہیں اور ان کی تباہ کاری پر بھی کوئی معترض نہیں ہوتا۔ کیونکہ جنگ نام ہی مخالف کی ہلاکت کا ہے۔ لیکن جنگوں کا ایک ہتھیار یعنی بارودی سرنگ ایسا ہے جس کی تباہ کاریاں جنگ کے بعد بھی لمبا عرصہ جاری رہتی ہے۔ جنگ کے دوران دشمن کی نقل و حرکت کو روکنے کے لئے بارودی سرنگیں اندھا دھند پھینکی جاتی ہیں۔ اور یہ کام دونوں فریق ایک دوسرے کے علاقوں پر کرتے ہیں۔ جنگ تو ایک دن ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے بعد یوں ہوتا ہے کہ جن علاوں پر فوجوں کی آمد و رفت ہو رہی تھی وہاں پر شہری لوگ چلنا پھرنا اور اپنے معمولات زندگی بجالانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جنگ کے فوراً بعد یہ خبریں آنی شروع ہو جاتی ہیں کہ فلاں جگہ بارودی سرنگ پھٹنے سے اتنے لوگ عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے یا شدید زخمی ہو گئے۔ اور یہ واقعات ایک دو نہیں سینکڑوں کی تعداد میں ہوتے رہتے ہیں۔

ماضی میں ویت نام کی جنگ' افغانستان کی جنگ اور کئی دیگر علاقوں کی جنگیں ایسی تھیں کہ جب ختم ہوئیں تو شہریوں کے لئے تباہی و بربادی کا سامان لے آئیں۔ عورتیں بچے' بوڑھے اور انجان شہری اس کا زیادہ نشانہ بنتے رہے۔ افغانستان میں روس کے ساتھ جنگ کے خاتمے کو 7-8 سال ہونے کو آئے ہیں مگر اب بھی وہاں پر کسی نہ کسی جگہ سے بارودی سرنگ کے پھٹنے کی خبر آتی رہتی ہے۔ افغانستان کی پسماندگی اور جہالت اور ملّائی طرز زندگی کی وجہ سے عورتیں زیادہ عذاب میں رہتی ہیں۔ جو اس خفیہ ہتھیاروں کا شکار ہوتی ہیں تو مرد ڈاکٹر سے ان کا علاج بھی نہیں کروایا جاتا۔ اور یوں ان کے دکھوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

جنگ کے بعد ان سرنگوں کو صاف کرنے کے لئے باقاعدہ مہمیں بھی چلائی جاتی ہیں لیکن بارودی سرنگیں جا بجا پھینکنے کا رواج اس قدر شدت اختیار کر چکا ہے کہ بہت بڑی تعداد میں سرنگیں سڑکوں کے علاوہ دیگر شہروں میدانوں جنگلوں ہر طرف پھینک دی جاتی ہیں اور یوں غیر واضح مقامات پر ان سرنگوں کی وجہ سے آئے دن انسانیت کے لئے دردناک صورت حال پیدا ہوتی رہتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ تباہ کن ہتھیار جلد ختم ہو جائے۔

○○○

ماحولیاتی کانفرنس کی ناکامی

آج کے دور میں جس مسئلے کا سب سے زیادہ چرچا ہے وہ ماحول کی آلودگی ہے۔ چنانچہ دنیا کے تمام ممالک اپنی بساط کے مطابق ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے کی کوششیں کر رہے ہیں اس صورت حال میں عجیب خبر سننے میں آئی ہے کہ نیو یارک (امریکہ) میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام تحفظ ماحول کی سربراہ کانفرنس کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئی۔ اور دنیا کے اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوئی اتفاق رائے نہ ہو سکا۔

خبروں کے مطابق اس کانفرنس کی ناکامی کا سبب سیاسی تعطل ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد کرہ ارض کے درجہ حرارت میں اضافے اور جنگلات کے ذخیرے کرنے کے بارے میں اقدامات پر غور کرنا تھا۔ ابھی ان باتوں پر مندوبین کی بحث جاری تھی کہ اختتامی کارروائی کا اجلاس روک دیا گیا۔ امریکہ نے جو دنیا بھر میں کاربن ڈائی آکسائیڈ پھیلانے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے' کہا کہ کانگرس اور تیل کی صنعت کی مخالفت کی وجہ سے وہ خصوصی مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ کانفرنس میں اس بارے میں بھی اختلاف پایا گیا کہ ماحولیاتی اہداف پورے کرنے میں غریب ملکوں کی مدد کے لئے کتنی رقم فراہم کی جائے۔

دنیا بھر میں اب تک اس مسئلے پر جو قابو نہیں پایا جا سکا تو اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کی سب سے اہم ذمہ داری تو ترقی یافتہ ملکوں پر عائد ہوتی ہے۔ جہاں انڈسٹری اپنے عروج پر ہے۔ اور ان کارخانوں سے نکلنے والا دھواں اور ان کارخانوں کا فضلہ اتنا زہریلا ہوتا ہے کہ یہ دنیا بھر میں ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کا سبب بنا ہوا ہے۔ جاپان جو کہ دنیا بھر میں ریفریجریٹرز سپلائی کرنے کا سب سے بڑا ملک ہے اس میں استعمال ہونے والی فری اون گیس بھی ماحولیاتی آلودگی کا بڑا سبب ہے۔ اس آلودگی پر قابو پانے کے بھی طریقے موجود ہیں لیکن یہ سارے طریق مہنگے ہیں اور رقم مانگتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے یہ کارخانہ دار اپنی تجارت اور اپنی آمدنی میں کوئی کمی کرنے کو تیار نہیں۔ حالانکہ ان کی مصنوعات پوری دنیا کو بحیثیت مجموعی تباہی کی طرف انچ انچ کر کے دھکیل رہی ہیں۔ ان کا کہنا یہی ہے کہ دنیا تباہ ہوتی ہے تو ہوتی رہے ہم اپنے کارخانے چلاتے رہیں گے۔

امیر اور ترقی یافتہ ملکوں کے تاجروں اور کارخانہ دار کروڑ اور ارب پتی لوگوں کی یہ ایسی سنگدلی ہے جس کے سامنے ان کی حکومتیں بھی خاموش ہیں۔

○○○

احمدیہ ٹیلی ویژن
انٹرنیشنل کے پروگرام
پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 2- جولائی 1997ء

12-00 رات- اردو کلاس-
1-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
2-00 حضرت صاحب Dignatries کے ساتھ (97-5-19)-
3-00 فرنچ زبان سیکھئے-
3-30 حکایات شیریں
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-

باقی صفحہ 7 پر

بقیہ صفحہ 4

آپ نے خاکسار کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میں یہ تجویز ایک درخواست کی شکل میں لکھ کر آپ کے (یعنی صدر' صدر انجمن احمدیہ کے) دفتر میں دے دوں۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے اگلے ہی روز اپنی تحریری درخواست دفتر میں پہنچا دی۔ آپ نے میری یہ درخواست صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں پیش کر کے یہ قاعدہ منظور کرا دیا کہ کارکنان نلکہ کے لئے پیشگی رقم لے سکتے ہیں لیکن رقم لینے کے بعد ایک تو انہیں اپنے کوارٹر میں لازمی طور پر نلکہ لگوانا پڑے گا۔ دوسرے اس کی دس روپے ماہوار قسط بلاناغہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں انہیں خود جمع کرانا ہوگی۔ اس تجویز کے پاس ہونے کے بعد پانچ کارکنان کو تجربتہً نلکہ کے لئے پیشگی رقم دی گئی۔ خاکسار ان میں سے ایک تھا۔ اس طرح حضرت صاحب کی دردمندی اور غیر معمولی شفقت کے نتیجہ میں میرے ہاں پانی کا نلکہ لگ گیا اور میں اور میری طرح دوسرے کارکن گرمی کے موسم میں باہر سے پانی بھر کر لانے کی مشقت سے بچ گئے۔ اس کے بعد اسی تجویز پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خاکسار کے ہاں بجلی کا پنکھا بھی لگا۔ اس طرح گرمیوں کے موسم میں دوپہر نسبتاً آرام سے بسر ہونے لگی۔ یہ ایک واقعہ میں نے مثال کے طور پر اس لئے تحریر کیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ حضرت امام جماعت الثالث شروع ہی سے کارکنان سلسلہ کے حق میں ازحد شفیق اور دل کے حلیم واقع ہوئے تھے۔

آپ کے سینہ میں واقعی ایک دردمند دل تھا جو دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا اور اس وقت تک قرار نہ پکڑتا تھا جب کہ تک کہ ازالہ کی کوئی صورت نہ نکلے۔

نوازش ہائے بے جا واقفین زندگی اور

کارکنان کے ہاں حضرت صاحب کبھی کبھی تحائف بھی بھجوایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب مجلس انصار اللہ کے صدر کی حیثیت سے حیدر آباد (سندھ) تشریف لے گئے۔ وہاں سے مختلف قسم کی نہایت اعلیٰ قسم کی لذیذ کھجوریں لائے۔ ان میں سے کھجوروں کی ایک وافر مقدار خاکسار کے گھر بھی بھجوائی۔ لانے والے کے ہاتھ یہ پیغام بھجوایا کہ یہ آپ کے بچوں کا حصہ ہے حضرت صاحب نے اپنی کوٹھی میں انجیر کے دو بہت ہی اعلیٰ قسم کے پودے لگوائے تھے۔ ان پر بہت بڑے بڑے اور نہایت لذیذ انجیر لگتے تھے۔ جب سے میں ماہنامہ "انصار اللہ" کا ایڈیٹر مقرر ہوا آپ سال کے سال بہت وافر مقدار میں انجیر میرے گھر بھجواتے رہے۔ جب تک حضرت صاحب کالج والی کوٹھی میں رہائش پذیر رہے شہد بھرے کوزوں (انجیر تھے ہی بہت شیریں اور لذیذ) کا یہ نایاب تحفہ اس ہیچمدان کے گھر باقاعدگی سے پہنچتا رہا۔ اور میں اور میرے بچے بغیر حساب ملنے والے اس تبرک سے جی بھر کر فیض یاب ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ حضرت صاحب کے مسند امامت پر متمکن ہونے اور کالج کوٹھی سے قصر امامت میں منتقل ہونے تک جاری رہا۔

اسی زمانہ کی بات ہے کہ ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر چینی کی شدید قلت تھی۔ میں نے مہمانوں کی خدمت میں گڑ کی چائے پیش کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ حضرت صاحب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ برادرم سید عبدالباسط صاحب نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ڈیوٹی افسر جلسہ سالانہ کے دفتر میں ہوا کرتی تھی۔ جلسہ سے ایک روز قبل انہوں نے مجھے ایک چٹ دی اس پر افسر صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے ناظم سپلائی کے نام یہ حکم درج تھا کہ مسعود احمد صاحب دہلوی کو ان کے مہمانوں کے لئے پانچ سیر چینی بلاقیمت دے دی جائے۔ اس کے بعد یہ چٹ ہر جلسہ سالانہ کے موقع پر ملتی رہی اور آج تک ملتی چلی آ رہی ہے۔ اس حضرت صاحب کی شفقت بے پایاں کی مٹھاس سے ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے ہاں قیام کرنے والے مہمان بھی مسلسل بہرہ یاب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت صاحب کو تحفہ میں پانوں کی جو ڈھولیاں آتی تھیں ان میں سے آپ بہت بڑی تعداد میں پان کے اعلیٰ قسم کے پتے خاکسار کو بھی بھجوایا کرتے تھے۔ خاص طور پر اس نوازش بے جا کی وجہ یہ ہوگی کہ میں دلی کا رہنے والا ہوں اور دلی والے تو ہوتے ہی پان خور مشہور۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت صاحب اس نابکار کو مسلسل نوازشات سے نوازتے رہے۔ میں ان نوازشات کو غالب کی اصطلاح میں "نوازش ہائے بے جا" اس لئے کہتا ہوں کہ میں ہرگز ان نوازشات کا اہل نہیں تھا۔ مجھ ایسے نااہلوں پر نوازشات کی پھوار نہیں بوچھاڑ وہی وجود باجود کر سکتا ہے جو محبتوں اور شفقتوں کا بحر بے کراں ہو۔ میرے آقا کا وجود اس لحاظ سے واقعی ایک ناپیدا کنار سمندر تھا جو بیش قیمت موتیوں اور بے بہا جواہرات سے اٹا ہوا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 4

سے کیا گیا۔ مگر کیا سچا' کھرا' صاف ستھرا ہے وہ شخص' کیسے نیک جذبے سے سرشار کہ ایک لحظہ کے لئے بھی نہ ڈگمگایا بلکہ بڑے ہی پر جوش انداز میں فرمایا "کسی کی کیا مجال کہ نگاہ غلط انداز آپ پر ڈالے۔ آپ اپنے آپ کو اس گھر میں مقید نہ سمجھیں۔ جہاں چاہے گھر میں پھریں کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔" کتنی ڈھارس بندھی ان الفاظ سے۔ کتنی خوشی ہوئی اتنے نیک انسانوں کے پاس آ کے۔ کتنی جرأت کا مظاہرہ کیا ان محبت کرنے والے انسانوں نے۔ کیا دوستی نبھائی انہوں نے مشکل وقت میں۔ اور کیا سچ کر دکھایا اس اصول کو کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

سچ ہے ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں۔

یہاں پہنچ کے واقعی یوں محسوس ہوا کہ دوستی کے حصار میں پہنچ گیا۔ اور پھر ان کی خاطر مدارت اتنی کہ گویا کوئی بہت قریبی عزیز آن پہنچے۔ میں نے لاہور جانے کا ذکر کیا تو انہیں خیال گزرا کہ شاید کوئی کوتاہی ہو گئی جس کا یہ رد عمل ہے۔ مگر یہ پروگرام تو یکدم بن گیا اس وجہ سے کہ ایک تار ملا جس میں یہ اطلاع تھی کہ مجھے امریکن یونیورسٹی بیروت کے ایک کورس کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے۔ اور مجھے وہاں فوراً پہنچنا ہے۔ یہ تو تپتے ہوئے ماحول میں ایک خنک ہوا کا جھونکا تھا۔ ایک محسن کا احسان' ایک کریم کی کرم نوازی۔ خدائی ہاتھ جلتے ہوئے الاؤ سے نکال رہا تھا۔ ایک گناہگار کے لئے اتنا بڑا انعام۔ سر اللہ کے حضور جھک گیا۔ مگر ان محسنوں کا بھی ہم پہ بہت بڑا احسان ہے جو آڑے وقت میں کام آئے اور انہوں نے ایسا مثالی کردار ادا کیا کہ ان پہ پیار آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا گھر خوشیوں سے بھر دے' انہیں اور ان کی اولاد کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازے۔ ان پہ دنیا اور آخرت کی نعمتیں نچھاور کرے۔ ان پہ اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے۔ دنیاوی نعماء سے وافر حصہ مل رہا ہے اور اس سے بڑی نعمت یہ کہ ہر سال انہیں عمرہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ اور پھر یہ ان کی محبت ہے اور ہماری خوش بختی کہ وہاں بھی انہوں نے اپنی خصوصی دعاؤں میں ہمیں ہمیشہ یاد رکھا۔ آج میری اس بہن کو دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔ میرے ہاتھ تو اتنے پیارے وجودوں کے لئے دعا کو اٹھتے ہی ہیں کیوں نہ قارئین کو بھی اس کار خیر میں شامل کر لوں تا کونے کونے سے اٹھتی ہوئی دعائیں اللہ کی رحمت کو کھینچ لیں۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

کیمیاوی جنگ کا پیش خیمہ اس بم کے بعض نقصانات بھی ہیں اور بعض حلقوں نے ان نقصانات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ بم کے مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ ہرگز کوئی صاف ستھرا ہتھیار نہیں ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ کم سے کم تباہ کاریوں کا موجب بنے گا۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ اس میں عمارتوں کی حفاظت کا سامان تو موجود ہے لیکن انسانوں کا کوئی تحفظ نہیں۔

نیوٹرون انسانوں کو چند منٹوں میں ہلاک کر سکتے ہیں۔ جو لوگ ان شعاعوں سے متاثر ہوتے ہیں وہ زندگی بھر کے لئے اپاہج بن جاتے ہیں اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتے ہیں۔

بعض قانون دانوں کا بھی خیال ہے کہ اس قسم کے جدید ہتھیاروں کی تیاری سے وسیع پیمانے پر ایٹمی جنگ کا خطرہ بڑھ جائے گا۔ لیکن چونکہ دھماکے کے اعتبار سے یہ بم دوسروں کی طرح کا بھی ہے اور پھر اس کے استعمال سے املاک کو کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں اس لئے اس بات کا امکان ہے کہ صدر امریکہ اس کے استعمال کی منظوری دے دیں گے ویسے تو ان کا اس تیاری کو جاری رکھنے کا فیصلہ ہی اس امر کا غماز ہے کہ بوقت ضرورت اس کے استعمال کی اجازت ضرور دی جائے گی۔

واضح رہے روس پہلے ہی اس بم کی تیاری کو کیمیاوی جنگ کی تیاریاں شروع کرنے کا نام دے چکا ہے اور ظاہر ہے صدر امریکہ نے بھی اس کی تخلیق کا حکم کیمیاوی جنگ کی ضرورتوں کے پیش نظر ہی دیا ہو گا۔ جس کے بعد اس کے استعمال کے بارے میں کسی قسم کی خوش فہمی پرلے درجے کی حماقت سے کم نہیں ہو گی۔

بہرحال امریکہ کی یہ تخلیق ایٹمی ہتھیاروں سے مزید اضافہ کا سگنل ہے اور مہلک ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے شدید خلاف ملک امریکہ کی ایسی نئی پیش کش ہے جس سے ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں مزید تیزی آ جائے گی گو امریکہ زبان سے پھر بھی یہی کہتا رہے گا کہ وہ مہلک ایٹمی ہتھیاروں کا سخت مخالف ہے۔

(ہفت روزہ لاہور 21۔جون 1997ء)

بقیہ صفحہ 6

4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 طبی معاملات۔تپ دق۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 فرنچ زبان سیکھئے۔
9-00 حضرت صاحب Dignatries کے ساتھ (97-5-19)۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 تقریر۔از تربیت کے طریقے اور ذرائع۔ از فرید احمد نوید۔
12-00 اراؤنڈ دی گلوب۔ہماری کائنات
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ حضرت عمردین شادیوال صاحب کی زندگی۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 عربی زبان سیکھئے۔
5-00 افریقن پروگرام۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
6-45 مجلس سوال و جواب۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع برائے بوسنین اور البانین دوستوں کے ساتھ 97-5-19 حصہ اول۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 فرنچ پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ بچوں کی کلاس حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00 جرمن پروگرام۔

جمعرات 3۔جولائی 1997ء

12-00 رات۔اردو کلاس۔
1-00 المائدہ۔کباب اور حلوہ۔
1-45 مجلس سوال و جواب۔از حضرت صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع۔ بوسنین اور البانین احباب کے ساتھ۔
3-00 عربی زبان سیکھئے۔
3-30 عربی پروگرام۔قصیدہ نظم۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ چلڈرنز کلاس حضرت صاحب کے ساتھ۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 کینیڈین ہورائزنز۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 عربی زبان سیکھئے۔
8-30 عربی پروگرام۔قصیدہ نظم۔
8-45 مجلس سوال و جواب۔بوسنین اور البانین دوستوں کے ساتھ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ (97-5-19) حصہ اول۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔چلڈرنز کلاس۔از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 سندھی پروگرام ترجمہ خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (95-9-29)۔
12-00 کوئز پروگرام۔ تاریخ احمدیت حصہ دوئم۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 المائدہ۔کباب اور حلوہ۔
3-30 الزامات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے سیشن 30۔(94-6-8) حصہ دوئم۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 ڈچ زبان سیکھئے۔
5-00 چینی پروگرام۔(-) اصول کی فلاسفی۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 ہومیو پیتھی کلاس۔از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 روسی پروگرام۔ مجلس سوال و جواب روس اور قازکستان کے مہمانوں کے ساتھ سیشن دوئم (94-5-19) حصہ اول۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن پروگرام

اطلاعات و اعلانات

واقفین نو دار العلوم شرقی کیلئے سپینش کلاس کا اجراء

○ مورخہ 97-6-16 کو دار العلوم شرقی ربوہ کے واقفین نو بچوں کو سپینش زبان سکھانے کے لئے ایک کلاس کا اجراء کیا گیا۔ مکرم عبد الحلیم احمد (نگران شعبہ لینگوئج وکالت وقف نو) نے دعا کے ساتھ اس کلاس کا افتتاح کیا۔ یہ کلاس روزانہ صبح 7 بجے تا 8 بجے مکرمہ امتہ الحی صاحبہ بنت مکرم محمد رفیق صاحبہ لیا کریں گی۔ اس کلاس میں 30 بچے اور بچیاں شامل ہوں گے۔ علاوہ ازیں ویڈیو کیسٹس کی مدد سے عربی زبان سکھانے کا پروگرام بھی بنایا گیا ہے۔ یہ کلاس مکرم ملک عبد الرشید صاحب (سیکرٹری وقف نو) کے گھر پر لگے گی جس میں محلہ کے دیگر تمام واقفین نو بچے مختلف اوقات میں عربی زبان سیکھیں گے۔

(وکالت وقف نو)

سانحہ ارتحال

○ مکرم نثار احمد باجوہ صاحب ولد مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب چک 33 جنوبی سرگودھا مورخہ 97-6-11 کو بعمر 19 سال وفات پا گئے ہیں۔ جنازہ ان کے بھائی مکرم حافظ عقیل احمد باجوہ معلم وقف جدید نے پڑھایا اور گاؤں کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مکرم چوہدری محمد اسلم باجوہ صاحب صدر جماعت احمدیہ نے قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

بقیہ صفحہ 1

پایا جو پہلے سے موجود تھی اور وہ خدا پر یہ گلہ نہیں کر سکتا کہ مجھے بندہ بننے کے لئے تو کہا گیا ہے لیکن بندہ بننے کے سامان پیدا نہیں کئے گئے۔

(از خطبہ 26۔اکتوبر 1979ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : یکم- جولائی-1997ء
درجہ حرارت کم ازکم 25 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ راستہ بہت کٹھن ہیں مگر ہمیں مشکلات کی پرواہ نہیں ہے۔ 50 سال کی خرابیاں ایک دن میں دور نہیں ہو سکتیں۔ بیرون ملک پاکستانیوں کو ووٹ کا حق دینے کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں۔ ویزے کی پابندی بھی ختم کر رہے ہیں۔

○ تین کلو وزنی بم لکھنؤال سے سیالکوٹ جانے والی بس میں پھٹنے سے 10 افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ بم بس کے عقبی حصہ میں رکھا گیا تھا۔ انسانی جسم خون کے لوتھڑے بن کر بکھر گئے۔ 35 زخمیوں میں سے کئی کی حالت نازک ہے۔ پھٹنے والا بم پلاسٹک ٹائم بم تھا۔ اے این این کے مطابق دھماکہ سے 15 افراد ہلاک اور 55 زخمی ہوئے ہیں۔ زخمیوں کی چیخ و پکار سے قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔

○ سندھ میں شہداد پور کے نزدیک راجو مری گاؤں میں نامعلوم مسلح ڈاکوؤں نے مسجد سے نکلتے ہوئے نمازیوں پر فائرنگ کر کے 6 افراد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اور 7 نمازیوں کو اغوا کر کے ساتھ لے گئے ہیں۔

○ صوبائی دارالحکومت لاہور میں گرینڈ اپریشن کر کے مختلف مذہبی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے تقریباً 700 افراد کو گرفتار کر کے مختلف تھانوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ بھاری تعداد میں اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا ہے۔ مذہبی تنظیموں کے مشتبہ افراد کی گرفتاری لاہور شہر کے علاوہ صوبائی سطح پر بھی کی جا رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق مختلف شہروں میں سینکڑوں افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اہم مساجد اور امام بارگاہوں پر سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس تعینات کر دی گئی ہے۔ اعلیٰ سطح کے ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی مذہبی تنظیم سے تعلق رکھتا ہو اسے گرفتار کر کے تفتیش کی جائے چوبرجی پارک لاہور کی مسجد الھلال میں فائرنگ کے بعد وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے کارروائی کا حکم دیا تھا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کی قومی حکومت کے قیام کی تجویز پر مختلف سیاست دانوں' آئینی ماہرین اور سابق جرنیلوں نے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ فوج اور ایجنسیوں کی حکومت میں شمولیت آئین کے خلاف ہے۔ پاکستان مسلم لیگ پنجاب کے صدر اور وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ایجنسیوں کو سیاست میں ملوث کرنا غلط ہے۔ سیاسی شعبدہ بازی کے طور پر اس ایشو کو بے نظیر استعمال کر رہی ہیں۔ رکن قومی اسمبلی میاں اظہر نے کہا کہ بے نظیر بھٹو کا قومی حکومت بنانے کا فارمولا جمہوریت کی روح کے منافی ہے۔ جسٹس (ر) نسیم حسن شاہ اور معروف قانون دان ایس ایم ظفر نے کہا ہے کہ بے نظیر کا نیا سیاسی فارمولا آئین اور جمہوریت کے اصولوں سے متصادم ہے۔ یہ فارمولا اس انداز سے پیش کیا گیا ہے جیسے ملک میں بہت غیر معمولی حالات پیدا ہو چکے ہوں۔ اور نظام کو خطرہ لاحق ہو۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو کا بیان غداری ہے۔ ان کے کہنے پر جمہوریت قتل نہیں کریں گے۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں سے تعلق رکھنے والے مفاد پرست ارکان اسمبلی کو سبق سکھانے کا موقع آگیا ہے۔ فلور کراسنگ قانون اربوں کی ہارس ٹریڈنگ روکنے کے لئے ہے۔

○ وزیر اعظم کے مشیر برائے اطلاعات و ثقافت مشاہد حسین نے کہا ہے کہ بے نظیر کا اصل چہرہ سامنے آگیا ہے۔ اقتدار کے لئے جمہوری نظام تباہ کرنا چاہتی ہیں۔

○ جے یو آئی کے مرکزی سرپرست مولانا محمد اجمل خان نے کہا ہے کہ ملک میں کبھی کوئی بحران "مولوی" کی وجہ سے نہیں آیا۔ اور جے یو آئی کے نائب صدر حافظ حسین احمد نے کہا کہ ملک کے مسائل کا حل صرف "مولویوں" کے پاس ہے۔ آکسفورڈ اور جی سی والے ناکام ہو گئے ہیں۔

○ تحریک انصاف کے قائد عمران خان نے کہا ہے کہ ایجنسیوں کو حکومت میں شامل کرنے کی نہیں لگام دینے کی ضرورت ہے۔ بے نظیر خاموشی سے سیاست کو خیرباد کہہ دیں مشورے نہ دیں۔

○ ہانگ کانگ پر 156 سالہ برطانوی راج ختم کر کے چین کا سرخ جھنڈا لہرا دیا گیا ہے دنیا کے اہم ترین اقتصادی مرکز کو چین کے حوالے کرنے کی تقریب میں 16 ہزار مہمان شریک ہوئے ہیں ملکہ برطانیہ کی نمائندگی ولی عہد شہزادہ چارلس نے کی۔ بیجنگ میں لاکھوں چینیوں نے فتح کا جشن منایا۔ یاد رہے ہانگ کانگ پر برطانوی فوج نے 1841 میں قبضہ کیا تھا۔ اور 1843ء میں اسے برطانوی نو آبادی قرار دیا گیا۔ 1898ء میں چین سے لیز پر معاہدہ ہوا تھا جو ختم ہو گیا ہے۔ ہانگ کانگ کا اقتدار اعلیٰ چین کو منتقل ہوتے ہی چینی صدر کے حکم پر چینی فوج کے دستے ہانگ کانگ میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہانگ کانگ کا رقبہ 1040 مربع کلومیٹر اور آبادی 64 لاکھ ہے اس تقریب میں شرکت کے لئے لاکھوں لوگ جوق در جوق بیجنگ پہنچے تھے 60 سے زیادہ ممالک اور اعلیٰ شخصیات نے اپنے اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ پاکستان کی نمائندگی وزیر خارجہ گوہر ایوب خاں نے کی۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے شوہر آصف زرداری کی پیشی کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دوسرے کی حکومت ختم کرنے کا سلسلہ بند ہونا چاہئے۔ اس طرح حکومتیں بدلنے سے غریب عوام کو نقصان پہنچتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آصف کو گرفتار ہوئے 7 ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ثبوت اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

○ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن اور میڈیکل ٹیچرز ایسوسی ایشن نے لاہور کے تمام ہسپتالوں اور پرائیویٹ کلینکوں میں ہڑتال جاری رکھنے اور 2۔ جولائی سے ایمرجنسی کی سہولت بھی واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حکومت کی بے حسی جاری رہی تو 4۔ جولائی سے پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں ہڑتال ہو گی۔ ڈاکٹروں نے یہ اقدام پنجاب میں ہونے والی دہشت گردی میں بعض ڈاکٹروں کے نشانہ بننے پر بطور احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ پنجاب بھر کے وکلاء نے حکومت کو الٹی میٹم دیا ہے کہ وہ جمعرات تک وکلاء کو قتل کرنے والے دہشت گردوں کو گرفتار کرے ورنہ وکلاء سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کریں گے اور دھرنا مار کر ٹریفک جام کر دیں گے۔

○ حکومت پنجاب نے بلدیہ عظمیٰ کے سوا صوبہ بھر کے تمام بلدیاتی اداروں سے ڈپٹی چیف آفیسر کا عہدہ ختم کر دیا گیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر نے سعید منہس کو قائد حزب اختلاف قرار دے دیا ہے۔

○ زرعی ٹیکس کے خلاف بھکر' سرگودھا اور نارووال میں کسانوں نے مظاہرے کئے ہیں اور سول نافرمانی کی دھمکی دی ہے اور کہا ہے کہ 15 سے 17 جولائی تک شہروں کو دودھ سبزیوں اور چارے کی فراہمی بند کر دیں گے۔ زرعی ٹیکس کا قانون ظالمانہ ہے۔

○ سابق وزیر داخلہ جنرل (ر) نصیراللہ بابر نے کہا ہے کہ نام نہاد بھاری مینڈیٹ نواز حکومت کے گلے پڑ گیا ہے۔ اور ملک میں امن و امان کی بدترین صورت حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی حکومت کے دوران کراچی میں جو اقدامات کئے تھے ان پر مجھے فخر ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں پاکستان بڑے سانحہ سے دوچار ہو سکتا تھا۔

○ خیرپور ٹامیوالی میں اسلحہ کی نوک پر 3 ڈاکوؤں نے ویگن لوٹ لی ہے۔

○ سری لنکن بحریہ نے تاملوں کی کشتیاں تباہ کر دی ہیں۔ جس سے 40 باغی ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ دریائے سندھ میں کشتی الٹنے سے ۱۱ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ ڈیرہ غازی خان کے تعلیمی بورڈ نے میٹرک کے سالانہ نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔ 58 فیصد طلباء کامیاب ہوئے ہیں۔

○ اٹارنی جنرل پاکستان چوہدری محمد فاروق نے کہا ہے کہ امن و امان کی صورت حال بہت خراب ہے۔ صورت حال میں بہتری تک ملک میں کوئی سرمایہ کاری نہیں ہو سکتی۔ سیاسی بحران پیدا نہیں ہوتے۔ پیدا کئے جاتے ہیں۔ حکومت کو احتساب 1990ء کی بجائے 1985ء سے کرنے کی تجویز دی ہے۔

○ توہین رسالت کے قانون کا مسیحیوں پر اطلاق ختم کرانے کے لئے دائر رٹ ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے مسترد کر دی ہے۔

بہترین برقعوں کی نئی ورائٹی
ہمارے ہاں جدید رنگوں اور معیاری کوالٹی میں اَن سِلے برقعوں اور جاپانی سوٹوں کی اتنی ورائٹی کہ آپ دیکھتے ہی رہ جائیں
اکبر احمد 32/4 دارالصدر غربی حلقہ قمر
ملحقہ کوٹھی سر محمد ظفر اللہ ربوہ فون: 212866

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز پوٹینسیاں' چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیو کیمک ادویات' سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک، خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیوپیتھک کتب نیز ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص نظام ...... میں
ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211263 کلینک 211054 [illegible]
فیکس 212299

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز
پروپرائیٹرز:
میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 213637 [illegible]
212175 [illegible]